مولانا عبدالکریم صابر

گاہے گاہے باز خواں ایں قصۂ پارینہ را

ڈیرہ اسمٰعیل خان میں ایک جماعت حزب الاحناف قائم تھی جسکے صدر جناب نواب سیف اللہ خان خواجکزئی مرحوم نہایت ہی نیک سیرت انسان تھے۔ اللہ تعالیٰ انہیں غریق رحمت فرمائے۔ انہوں نے شہر میں منادی کرادی کہ ڈیرہ اسمٰعیل خان میں حزب الاحناف کی طرف سے ایک جلسہ میدان حافظ جمال میں منعقد ہوگا جس میں بطل حریت امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ۔ مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی، مولانا ظفر علی خان ایڈیٹر زمیندار اور مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی اپنے اپنے خیالات سے سامعین کو محظوظ فرمائیں گے۔ چونکہ یہ واقعہ دور برطانیہ کا تھا۔ اور اس وقت ڈیرہ اسمٰعیل خان میں ڈپٹی کمشنر جان بل انگریز تھا اور سپرنٹنڈنٹ پولیس ڈانڈلے بھی انگریز تھا۔ جوں ہی اس منادی کی خفیہ پولیس نے ان کو اطلاع دی تو جان بل ڈی سی نے ڈانڈلے ایس پی کو حکم دیا کہ ان سب کو دریاخان میں روک دیا جائے۔ ڈیرہ اسمٰعیل خان میں انہیں داخل نہ ہونے دیں۔ چنانچہ ڈانڈلے ایس پی نے ڈی ایس پی جسکا نام گل مست خان آفریدی تھا۔ اسے حکم دیا کہ تو اور غلام حسین خان بلبل پنجاب فوراً دونوں دریاخان چلے جاؤ اور جونہی یہ ریل سے اتریں تو ان سے کہو کہ تم سب کا داخلہ ڈیرہ اسمٰعیل خان بند ہے۔ اور ان سے دستخط کرالو۔ چنانچہ ڈیرہ شہر سے تمام مسلم، ہندو، سکھ، عیسائی وغیرہ منادی سن کر دریاں خان پہنچ گئے کہ ایسے معتبر مہمانوں کا شاندار استقبال کر کے انہیں شہر ڈیرہ لایا جائیگا۔ ادھر گل مست خان ڈی۔ ایس۔ پی۔ بلبل پنجاب غلام حسین خان پہنچ گئے۔ جونہی یہ مہمان لیڈر حضرات ریل گاڑی سے اترے تو گل مست خان اور بلبل پنجاب نے ان کو حکم ڈی۔ سی اور ایس پی کا حکم سنایا اور دستخط لینے کے لئے آگے بڑھے تو حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری نوراللہ مرقدہ نے کہا لاؤ حکم....... یہ میں نے سب کی طرف سے دستخط کر دیئے۔ جاؤ ہم ڈیرہ اسمٰعیل خان نہیں آئینگے۔ ادھر نواب صاحب سے کہا نواب صاحب ڈیرہ میں منادی کرادو کہ جو اجلاس ڈیرہ میں ہونا تھا۔ اب دریا خان ہوگا۔ اور اجلاس ہو کر رہے گا۔ چنانچہ دریا خان میں یوں سمجھیئے کہ ڈیرہ اسمٰعیل خان شہر کے علاوہ گردو نواح کے لوگ بھی نہایت کثیر تعداد میں پہنچ گئے۔ اس زمانے بجلی ابھی نہیں آئی تھی اور اسٹیشنوں پر گیس جلائے جاتے تھے۔ جنہیں زنجیر کے ذریعہ اوپر لے جایا جاتا تاکہ روشنی ہر طرف پھیلتی رہی۔ دریا خان سٹیشن پر دونوں طرف سے گاڑیوں میں سوار اکثر لوگ اتر آئے کہ یہ عظیم الشان اجلاس سن کر جائیں۔ چنانچہ سب سے پہلے مولانا ظفر علی خان ایڈیٹر زمیندار جو فی البدیہہ اشعار کہنے میں یکتائے روزگار تھے۔ انہوں نے موقعہ کی مناسبت سے یہ اشعار پڑھے۔

اٹک کی موج کی ہے گوئیاں دیکھ
ہیں دریا خان بلبل مست و گل مست
چڑھا ہے نشہ سیف اللہ خان کو
ظفر مست بخاری مست و گل مست
نچائینگے انہیں تگنی کا ہم ناچ
کریگا رقص ہو کر جان بل مست
ہلادینگے مسیحیت کی بنیاد
اگر اس بات پر جائینگے ٹل مست
الٰہی خانۂ انگریز گرجا
مچائینگے لب دریا یہ غل مست

اس کے بعد جناب مولانا حبیب الرحمن صاحب لدھیانوی سٹیج پر تشریف لائے اور اس جوش سے تقریر فرمائی جیسے برطانیہ پر گولہ باری ہو رہی ہو۔ ان کے بعد مولانا حفظ الرحمن وقت کی نزاکت کے پیش نظر مختصر مگر دلپذیر تقریر فرما کر بیٹھ گئے۔ اب حضرت امیر شریعت اٹھے اور اٹھتے ہی الحمدللہ کے خطبہ مسنونہ سے حاضرین کو تڑپا دیا ریلوے لائنوں کے دونوں طرف کی سواریاں شاہ جی کی تقریر دلپذیر سننے کو اتر آئیں جہاں تک نظر کام کرتی تھی پبلک ہی پبلک نظر آتی تھی سبحان اللہ شاہ جی کی جوانی، سیاہ گھنگریالے بال، روشن آنکھیں دیکھنے والے سننے والے مبہوت تھے اور کسی کو ہوش تک نہ تھا حتیٰ کہ صبح کی اذان گونجی اور شاہ جی نے فرمایا

ذرہ ٹھہرنا مؤذن میرا دل لرز رہا ہے
کہیں کعبہ گر نہ جائے تری مستیٔ اذاں سے

اس شعر کے بعد فرمایا کہ حضرات اب یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بلاوا آ گیا ہے۔ اور اب میں بھی مجبور ہوں ورنہ آپکو معلوم ہونا چاہیئے کہ بخاری کا بخار ابھی نکلا نہیں تھا۔

افسوس کہ ایسی نعمت عظمیٰ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بخشی تھی مگر ہم اس کی قدر نہ کر سکے۔